۱۷

اپنے عظیم الشان مقام کی ذمہ داریوں کا احساس کرو

(فرمودہ ۴- مئی ۱۹۳۴ء بمقام لاہور)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

گذشتہ ہفتہ میں مجھے یہاں کے تبلیغی سیکرٹری کی طرف سے تبلیغی کام کی رپورٹ باقاعدہ ملتی رہی ہے- اس کے پڑھنے سے مجھے معلوم ہوا کہ انتظام یہ کیا گیا ہے کہ ہر محلّہ میں ایک ایک ہفتہ تک ہر روز کسی نہ کسی دوست کے گھر پر جلسہ کیا جائے اور اردگرد کے تمام احمدی وہاں جمع ہوں اور اپنے ساتھ اپنے غیراحمدی دوستوں کو بھی لائیں تا ایسے لوگوں کا ایک طبقہ معلوم کیا جائے جو ہمارے سلسلہ کے حالات، اس کے دعاوی اور دلائل سے دلچسپی رکھتا ہو-

جس رنگ میں کہ تبلیغی کام کی سکیم میرے سامنے پیش ہوئی تھی اور جس رنگ میں مَیں نے اس کی منظوری دی تھی یہ کام جو شروع کیا گیا ہے اُس سے کسی قدر مختلف ہے- میں نے جو سکیم منظور کی تھی اُس میں یہ تھا کہ ایسے محلوں میں جہاں احمدی نہیں ہیں جلسے کرنے کی کوشش کی جائے اور احباب جماعت سے اس بات میں مدد لی جائے کہ جہاں ان کے دوست یا رشتہ دار ہوں یا ان کے دوستوں کے دوست اور رشتہ داروں کے رشتہ دار ہوں، ان کا پتہ لے کر ان کے گھروں پر محدود تبلیغ کی تجویز کی جائے جو اشتہار اور ڈھنڈورا سے نہ ہو- صرف گھر والوں اور ان کے چیدہ چیدہ احباب کو تبلیغ کی جائے تا شورش کے بغیر کام ہوسکے- مگر جو تبلیغ فیض باغ میں شروع کی گئی ہے، اس کے متعلق مجھے یہ معلوم نہیں کہ وہ اسی سلسلہ میں ہے یا اس سے علیحدہ کوئی نئی سکیم ہے- اگر تو اسی سکیم کے سلسلہ میں ہے تو

میں اس کے متعلق یہ بتادینا چاہتا ہوں کہ یہ میری منشاء کے خلاف ہے۔ فیض باغ میں احمدی ہیں اور ان کے گھروں پر تبلیغ شروع کی گئی ہے حالانکہ میں نے جو تجویز منظور کی تھی اس میں یہ تھا کہ دوسروں کے گھروں میں انتظام کیا جائے جن کی ہمدردی دوستانہ کے رنگ میں حاصل کی جائے۔ اور اگر یہ کوئی علیحدہ تجویز ہے تو اگرچہ تبلیغ کیلئے جتنی بھی نئی راہیں نکالی جائیں اچھا ہے لیکن میں نہیں سمجھتا کہ جو سکیم میرے سامنے پیش کرکے منظور کرائی گئی تھی' اسے بالکل نظرانداز کرکے اور اس کے کسی بھی حصہ پر عمل کئے بغیر اسے ترک کرکے ایک نئی راہ اختیار کرلینے کے کیا معنی ہیں؟ کامیابی ہمیشہ مجوزہ طریق پر کام کرنے اور اسے منظم صورت میں سرانجام دینے سے ہوتی ہے۔ یہ بے ضابطگی ہے کہ مجوزہ سکیم کو بالکل ترک کرکے نئے رنگ میں کام شروع کردیا جائے۔ مگر قطع نظر اس سے کہ دوستوں نے اسی کو پسند کیا اور اسی پر عمل شروع کرنا مناسب سمجھا اور تبلیغ جس رنگ میں بھی ہو' اچھی ہے۔ میں ایک افسوسناک رپورٹ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ سیکرٹری تبلیغ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ جن دوستوں نے مدد کا وعدہ کیا تھا' وہ پورے طور پر جمع بھی نہیں ہوتے رہے اور اردگرد علاقہ سے تو کیا' پاس پاس گھروں والے احمدی احباب بھی شامل نہیں ہوئے اور جن کے ذمہ یہ لگایا گیا تھا کہ غیراحمدیوں کو ساتھ لائیں' وہ بجائے کسی نظام کے ماتحت ان کو لانے کے یونہی آوازیں دے دیتے تھے کہ تقریر شروع ہوتی ہے' لوگ آکر سنیں حالانکہ اس طرح آنے والوں کے متعلق کوئی نہیں جانتا کہ کون شریف ہے اور کون شرارتی' کسے سنانا مفید ہوسکتا ہے اور کسے نہیں اور یہ دونوں رنجدہ امور ہیں۔ کہ اول تو ان دوستوں نے ابتداء میں ہی کوئی دلچسپی نہیں لی اور جلسہ میں آکر شامل نہیں ہوتے رہے جن کی امداد کام کو وسعت دینے کیلئے ضروری تھی اور دوسرے یہ کہ جس طریق پر لوگوں کو لانا چاہیئے تھا نہیں لائے۔

لاہور کے دوسرے احمدیوں پر کوئی الزام نہیں جس صورت میں کہ ہمسایہ میں رہنے والے دوست بھی نہیں آتے رہے یا قلیل تعداد میں آئے اور یہ نہایت ہی افسوسناک بات ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ میرے تین خطبات کے بعد جو میں نے لاہور میں پڑھے ہیں اور اس جلسہ کے بعد جو میری موجودگی میں کیا گیا دوستوں میں بیداری پیدا ہوچکی ہوگی اور وہ تندہی سے کام کرنے لگ گئے ہوں گے مگر سیکرٹری تبلیغ کی رپورٹ سے معلوم ہوا کہ میرا اندازہ صحیح نہ تھا۔ بعض دفعہ پُرجوش انسان مایوسی کا پہلو بھی لے لیتا ہے اس لئے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ

سیکرٹری صاحب نے اپنے جوش کی وجہ سے مایوسی کا پہلو لیا ہے یا فی الواقعہ یہ نقص موجود ہے مگر اسے صحیح فرض کرکے میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ جب کام کی ابتداء ایسی سُست ہو تو انتہاء کیا ہوگی- آپ لوگوں کیلئے یہ ایک بڑا اچھا موقع تھا- خلیفۂ وقت آپ میں آیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے آپ میں متواتر خطبات پڑھنے کی توفیق دی' اس کی موجودگی میں آپ کے نمائندوں نے جمع ہوکر ایک سکیم تجویز کی جسے اُس نے منظور کیا لیکن پھر بھی آپ لوگوں نے فائدہ نہ اُٹھایا- یہ تو گھروں میں پہنچ کر خدمت کا موقع دینے والی بات تھی اور منہ میں لقمہ ڈالنے والی بات تھی مگر پھر بھی اگر کوئی اپنا منہ بند کرلے تو خدا کی نظروں میں بھلا اس کی کیا قدر ہوسکتی ہے- دینی امور میں جس قسم کی قربانی کی ضرورت ہوتی ہے وہ تو بہت بڑی چیز ہے یہ تو ایسی سُستی ہے جس کی امید دنیاداروں سے بھی نہیں کی جاسکتی- رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جہاں تک اذان کی آواز پہنچے سب کو نماز کیلئے مسجد میں آنا چاہیئے سوائے کسی ایسی معذوری کے جس میں آنا بالکل ناممکن ہو- ایک نابینا شخص آپ کے پاس آیا اور کہا کہ گلیوں میں پتھر وغیرہ پڑے ہوتے ہیں' رستہ خراب ہوتا ہے' پاؤں زخمی ہوجاتے ہیں اور خون نکل آتا ہے اگر اجازت ہو تو میں گھر پر ہی نماز پڑھ لیا کروں- آپؐ نے اسے اجازت دے دی- مگر جب وہ جانے لگا تو پھر بُلایا اور فرمایا تمہارے گھر میں اذان کی آواز پہنچتی ہے یا نہیں؟ اس نے کہا ہاں پہنچتی ہے- آپؐ نے فرمایا تو میں اپنی اجازت واپس لیتا ہوں- تمہیں بہرحال مسجد میں پہنچنا چاہیئے[1] - پس جب اذان کیلئے جو تبلیغ کی نمائندہ اور اختصاری تبلیغ ہے' یہ حکم ہے تو تفصیلی تبلیغ جس جگہ ہورہی ہو اور ایک شخص پاس ہی گھر میں بیٹھا رہے تو وہ انسان خدا کی نظر میں کتنا گرا ہوا ہوگا-

خداتعالیٰ نے آپ لوگوں کی ترقی کے جو سامان پیدا کئے ہیں ان سے فائدہ اُٹھاؤ- اللہ تعالیٰ جبر سے کام نہیں لیا کرتا وہ نعمت پیش کردیتا ہے' آگے اس سے فائدہ اُٹھانا یا نہ اُٹھانا بندہ کے اختیار میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ صرف سامان پیدا کردیتا ہے- دنیا میں سوائے تمہارے اور کوئی قوم ایسی نہیں جو تبلیغ خدا کیلئے کرتی ہو- عیسائی اور ہندو بے شک تبلیغی کوششیں کرتے ہیں مگر دنیوی ترقی کیلئے' مسلمان کرتے ہی نہیں- صرف احمدی ہی ہیں جو اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے تبلیغ کرتے ہیں اور یہ موقع بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ہمیں نصیب ہوا ورنہ پہلے ہم بھی گھروں میں غافل سو رہے تھے- اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کیا اور رحمت

نازل کی- اس نے اپنی نعمت ہمارے گھروں میں بھیجی-ہم اگر پھر بھی توجہ نہ کریں تو ہماری نجات کی کیا صورت ہوسکتی ہے- صداقت اور حق کی مخالفت کوئی معمولی بات نہیں- اور اس سے کسی کو روک لینا بہت بڑے اجر کا باعث ہے- رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اے علی! اگر ایک طرف ایک وادی بھیڑوں بکریوں سے بھری ہوئی ہو یعنی ایک پہاڑ سے لے کر دوسرے تک تمام جگہ بھیڑوں اور بکریوں سے بھری ہوئی ہو گویا کروڑوں کا مال پڑا ہو اور ایک دوسری طرف ایک ادنیٰ انسان کو ہدایت ہوجائے تو یہ اُس سے بہت قیمتی ہوگی۔[۲] - گویا ایک شخص کی ہدایت کو کروڑ ہا روپیہ کے صدقہ سے بھی زیادہ بتایا ہے پھر بھی جو لوگ توجہ نہیں کرتے' اس کی دو ہی وجہیں ہوسکتی ہیں یا تو یہ کہ انہوں نے سلسلہ کی اہمیت کو سمجھا ہی نہیں اور یا پھر یہ کہ انہیں سُستی کی عادت ہے- لوگ کسی سے کوئی خاص خبر سنتے ہیں تو کس طرح دیوانہ وار سب کو سناتے پھرتے ہیں- اخبارات میں کوئی نئی خبر پڑھتے ہیں تو کس طرح سب کو سناتے ہیں- فرض کرو امریکہ کا کوئی پریذیڈنٹ مارا جائے یا کوئی نیا آدمی پریذیڈنٹ ہوجائے- یا آئرلینڈ میں کوئی تازہ واقعہ ہوجائے تو کس طرح لوگ ایک دوسرے کو سناتے ہیں' بازاروں میں' دکانوں پر' دوستوں کے گھروں میں' دفتروں میں یہی باتیں کرتے ہیں کہ یہ ہوگیا' وہ ہوگیا حالانکہ براہِ راست ان کا ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں ہوتا- مگر اس خبر کو سن کر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک ہادی بھیجا جسے قبول کرنے سے ساری دنیا کی نجات وابستہ ہے' اگر کوئی اثر نہ ہو اور اسے دوسروں کو سنانے میں سُستی کی جائے تو کس قدر غفلت ہے- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ بعض لوگوں کو نمائش کی عادت ہوتی ہے- ایک عورت نے انگوٹھی بنوائی- وہ جہاں کہیں بیٹھے اس کی نمائش کرے مگر یا تو یہ کہ سوسائٹی میں وہ کوئی اثر نہ رکھتی تھی یا یہ کہ وہ انگوٹھی ہی کوئی معمولی چیز تھی' کسی نے اس کی طرف توجہ نہ کی- اس عورت کو نمائش کی اس قدر خواہش تھی کہ اس نے اپنے گھر کو آگ لگادی- عورتیں جمع ہوئیں اور پوچھنے لگیں کہ بہن کچھ بچا بھی- وہ ہر ایک سے یہی کہتی کہ بس اس انگوٹھی کے سوا کچھ نہیں بچا- مگر پھر بھی کسی نے توجہ نہ کی- آخر ایک عورت نے سوال کیا کہ بہن یہ انگوٹھی تم نے کب بنوائی؟ اس پر اس نے سر پیٹ کر کہا کہ اگر یہ بات پہلے پوچھ لی جاتی تو میرا گھر بار کیوں جلتا- جب اتنی چھوٹی سی چیز کی نمائش کے لئے لوگ اس قدر قربانی کرتے ہیں مگر ہم اتنی بڑی اہم بات کو سن کر توجہ نہ کریں تو کس قدر سُستی ہے- اس سُستی

کے دو ہی معنی ہوسکتے ہیں- یا تو یہ کہ کام کرنے کی حس باقی نہیں رہی اور یا یہ کہ کام کی اہمیت کو نہیں سمجھا-

پس دوست اپنے اندر بیداری پیدا کریں- ایک معمولی انسان جس نے بھیک مانگنے کی وجہ سے اپنے اخلاق کو خراب کرلیا ہو' جو سوسائٹی کیلئے کسی طرح بھی مفید نہ ہو بلکہ ایک بوجھ ہو' وہ اگر مر رہا ہو تو اس کی امداد نہ کرنے والا بھی ہر شخص کی نگاہ میں کمینہ ٹھہرتا ہے- اور جب ایسے شخص کی جان بچانے کی کوشش نہ کرنے والے کو جو دنیا کیلئے کسی نفع کا موجب نہیں' دنیا ذلیل اور کمینہ کہتی ہے تو جب ہمارے سامنے دنیا کی روحانیت مُردہ ہورہی ہو' روحانی لحاظ سے فنا ہو رہی ہو اور اسے دیکھ کر ہماری رگِ ہمدردی میں جوش پیدا نہ ہو تو یہ کتنی بڑی کوتاہی ہے- ایک شخص ڈوب رہا ہو اور تیرنا جاننے والا اسے نہ بچائے تو دنیا میں کوئی اُسے شریف اور قابلِ عزت نہیں سمجھتا حالانکہ اُس ڈوبنے سے صرف جسم فنا ہوتا ہے' روح فنا نہیں ہوتی لیکن ہمارے سامنے ایسے لوگ ڈوب رہے ہیں جن کی روحانیت فنا ہورہی ہے اور ایسی موت ان پر وارد ہورہی ہے جس کے بعد ان کیلئے نیکی کرنے اور تباہی سے بچنے کی کوئی امید باقی نہیں رہتی مگر ہم ان کو بچانے کی ذمہ داری سے غافل رہیں تو یہ کس قدر افسوس کی بات ہوگی- پس دوستوں کو میں پھر نصیحت کرتا ہوں کہ غفلت کو چھوڑ دیں جو عظیم الشان کام ان کے سپرد ہے' اس کی طرف متوجہ ہوں اللہ تعالیٰ کی نعمت کی قدر کریں- وہ بڑے بڑے اولیاء اللہ جن کے نام آج ہم عزت سے لیتے ہیں' اپنے اپنے زمانہ میں اسی حسرت میں رہے کہ کاش! ہم مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ پاتے- باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑے بڑے مقام دیئے تھے مگر ان کے اقوال موجود ہیں جن میں نہایت حسرت کے ساتھ اس خواہش کا اظہار پایا جاتا ہے لیکن یہ نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں حاصل ہوئی جس کے معنی یہ ہیں کہ ہم ایسے مقام پر ہیں جو بڑے بڑے بزرگوں کیلئے قابلِ رشک ہے- اس لئے ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اس عظیم الشان مقام پر ذمہ داریاں بھی عظیم الشان ہیں- ایک ایسا شخص جو اپنے فہم اور عقل کے باعث اس نعمت سے محروم ہے' کہہ سکتا ہے کہ اے اللہ! تُو نے مجھے اتنی سمجھ ہی نہ دی تھی کہ میں ان باتوں کو سمجھ سکتا اور ان پر عمل کرسکتا مگر جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی' ان کے پاس اپنی غفلت کیلئے کوئی عُذر نہیں- دنیا میں جتنے بڑے بڑے نبی گزرے ہیں مثلاً

حضرت ابراہیمؑ ، حضرت موسیٰؑ ، حضرت عیسیٰؑ اور پھر خود رسول کریم ﷺ سب نے مسیح موعود کے متعلق پیشگوئیاں کیں۔ اور یہ عظیم الشان واقعہ جس کی تمام انبیاء خبر دیتے آئے ہیں، ہم میں ہوا اور ہم اس کو سینوں میں دبا کر بیٹھ جائیں تو یہ کس قدر خدا کی ناراضگی کا موجب ہوگا۔ پس دوستوں کو چاہیئے کہ سُستیاں ترک کریں اور ارادوں کو مضبوط کریں۔

ارادہ کی مضبوطی ہی ایسی چیز ہے جس سے کامیابی ہوسکتی ہے۔ میں نے کئی لوگوں سے سنا ہے جو ہماری جماعت سے تعلق نہیں رکھتے کہ ہم ایک دن سینما نہ دیکھیں تو رات نیند نہیں آتی۔ اگر وہ لوگ سینما کے لئے ہر روز وقت کی اس قدر قربانی کرسکتے ہیں تو کیا ہم خدا کا پیغام پہنچانے کیلئے اتنا بھی نہیں کرسکتے۔ لوگ ایک تصویر کو دیکھنے کیلئے پیسے خرچ کرتے ہیں، بیوی بچوں سے علیحدہ ہوتے ہیں اور وقت خرچ کرتے ہیں۔ جو لوگ تبلیغ کیلئے نہیں جاتے، وہ اسی وجہ سے نہیں جاتے کہ بیوی کے پاس بیٹھیں گے، بچوں سے دل بہلائیں گے، لیکن انہیں ان لوگوں سے سبق حاصل کرنا چاہیئے جو سینما کی تصاویر دیکھتے ہیں۔ اگر وہ تصاویر کیلئے اتنی قربانی کرتے ہیں تو کیا ہم خدا کیلئے ایسا نہیں کرسکتے۔ ہر شخص کی کوئی نہ کوئی مجلس ہوتی ہے جہاں جاکر ادھر اُدھر کی باتیں کرتا ہے۔ یہ ہر شخص کی عادت ہوتی ہے پھر ہم وہ عادت کیوں نہ ڈالیں جس سے دین بھی سُدھرے اور دنیا بھی۔ میں نہیں جانتا کہ جو سکیم میں نے منظور کی تھی، اُس کے ماتحت کام ہوا ہے یا نہیں۔ اگر ہوا ہے تو میرے پاس اس کی کوئی رپورٹ نہیں پہنچی اور جو کام شروع کیا گیا ہے، یہ اس سے باہر تھا لیکن پھر بھی جب کام شروع کیا گیا تھا تو دوستوں کو چاہیئے تھا کہ جس طرح بھی بن پڑتا، اس میں شامل ہوتے۔ جو شخص بیوی بچوں سے اس لئے جُدا ہوتا ہے کہ تبلیغ کرے اور تبلیغی مجلس میں شامل ہو، اس کا یہ عمل بے فائدہ نہیں ہوگا۔ اس طرح یہ بھی فائدہ ہوسکتا ہے کہ دوست معلوم کرسکتے ہیں کہ کس پر زیادہ اثر ہوتا ہے اور انہیں کس کے پاس تبلیغ کیلئے جانا چاہیئے اور اس لحاظ سے بھی ایسی مجالس میں شمولیت ضروری ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ جماعت کے دوست بالعموم اور امیر صاحب بالخصوص اس طرف متوجہ ہوں گے اور جو سکیم منظور ہوئی تھی، اس کے ماتحت کام شروع کردیں گے۔ اور جو کام بھی ہو خواہ وہ سکیم کے ماتحت ہو یا اس سے باہر، اسے استقلال سے کریں گے۔ قلوب اِس وقت ایسے طور پر متوجہ ہورہے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے فرشتوں نے خاص طور پر تسلط کیا ہوا ہے۔ مجھے لاہور میں ہی ایک خط ملا ہے۔ گوجرانوالہ کے

ضلع میں غیراحمدیوں نے ایک جلسہ کیا جس میں احمدیوں سے وعدہ کیا کہ احمدیت کے خلاف کچھ نہ کہا جائے گا مگر جو مولوی آئے انہوں نے مقامی لوگوں کے روکنے کے باوجود احمدیت کے خلاف زور لگایا- ایک مشہور مولوی صاحب نے کہا کہ مولوی ظفر علی اِس وقت مرزائیوں کے پیچھے خوب پڑا ہوا ہے- اے مسلمانو! تم اس کا ساتھ دو اور احمدیت کو کچُل ڈالو- ایک اور مولوی صاحب نے اول الذکر مولوی صاحب کے جواب میں کہا ظفر علی احمدیت کی مخالفت کرکے سخت ذلیل ہوگیا ہے اس کا ساتھ دینے سے احمدیت اور پھیلے گی- اس پر پہلے مولوی صاحب نے کہا بڑے بڑے تمام شہروں سے مرزائیت مٹ رہی ہے- اس کا جواب دوسرے مولوی صاحب نے یہ دیا کہ یہ بالکل غلط ہے کہ احمدیت مٹ رہی ہے بلکہ ہماری سخت مخالفت کے دباؤ کے باعث اَور اُبھر رہی ہے- میں جس قدر گریجوایٹوں' وکیلوں' بیرسٹروں اور ججوں وغیرہ سے ملتا ہوں' وہ سب احمدیوں کے قریب ہوتے جارہے ہیں عام لوگوں میں بھی یہی رجحان ہے- ایک اور مولوی صاحب نے کہا فلاں مولوی صاحب تو یہ کہتے ہیں کہ تمام شہروں سے احمدیت مٹ رہی ہے لیکن ہمارے گھروں میں تو اب گھُسنی شروع ہوئی ہے میرے نہایت سمجھدار چار رشتہ دار حال ہی میں احمدی ہوگئے ہیں- پس قلوب تیار ہیں سُستی ہماری طرف سے ہی ہے- لوگوں کی مثال اِس وقت پیاسے کی ہے اور جب ایک انسان پیاسا مررہا ہو اور دوسرے کے پاس پانی ہو لیکن وہ پانی دے کر اس کی جان نہ بچائے تو وہ کس قدر مجرم ہوگا- پس دوستوں کو چاہیئے کہ ہمت سے کام کریں- لاہور پنجاب کا مرکز ہے اور اگر ہمارے دوست ہمت کرکے اسے ان ظلمات اور بدعات سے جو اس وقت دنیا میں پھیل رہی ہیں' بچالیں تو سارے صوبہ پر اس کا اثر ہوسکتا ہے- پھر ساری دنیا میں زیادہ تر تبلیغ پنجابیوں کے ذریعہ ہی ہورہی ہے- نوے فیصدی چندہ اور کارکن پنجاب سے ہی ملتے ہیں اس لئے اگر احمدیت لاہور میں مضبوط ہوجائے تو لازماً پنجاب میں بھی مضبوط ہوگی اور اس طرح گویا ساری دنیا میں مضبوط ہوگی- پس میں امید کرتا ہوں کہ دوست اس طرف اب زیادہ توجہ کریں گے اور جو سکیم منظور ہوئی ہے اس پر عمل شروع کردیں گے- میں تو ایک دو دن میں چلا جاؤں گا افسوس ہے کہ میرے یہاں ہوتے ہوئے اصل کام کے متعلق مجھے کوئی رپورٹ نہیں ملی- اگر مل جاتی تو ممکن ہے میں کوئی مفید مشورہ دے سکتا اور خوش جاتا' تاہم میں امید کرتا ہوں کہ جب پھر آؤں گا تو اس کام کو زیادہ شاندار اور نتائج خیز صورت میں دیکھوں گا- میں اللہ تعالیٰ سے دعا

کرتا ہوں کہ دوستوں کو توفیق دے کہ وہ اپنے کام کی ذمہ داریوں کو محسوس کریں اور ان فرائض کو جو اللہ تعالیٰ نے ان پر عائد کئے ہیں ادا کرسکیں اور اپنے ان بھائیوں کو جو ظلمت میں ڈوبے ہوئے اور روحانی موت مر رہے ہیں' زندگی کا پانی پلا سکیں۔ آمین۔

(الفضل ۱۰۔ مئی ۱۹۳۴ء)

لے ابو داؤد کتاب الصلٰوۃ باب التشدید فی ترک الصلٰوۃ

ے مسلم کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل علی بن ابی طالب میں یہ الفاظ ہیں "فَوَاللّٰہِ لان یھدی اللّٰہ بك رجلا واحِدًا خیرٌلَّكَ مِنْ حمر النَّعم"